کثیر مذہبی سماج کی تشکیل میں مغل شہنشاہ جہانگیر کا کردار، اہم اصطلاحات اور بین المذاہب حسن تعامل؛ تجزیاتی مطالعہ

Mughal Emperor Jahangir's Role in Forming a Multi-Religious Society, Major Reforms and Interfaith Interaction; An Analytical Study

Ateef Ul Rehman

Ph.D. Research Scholar, University of Sargodha
Email: zarobi313@gmail.com

Dr. Farhat Naseem Alvi

Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Sargodha

Abstract

In multi-religious society of the Indian subcontinent, Emperor Noor-Ur-din Saleem Jahangir, like his father and Mughal predecessors, was also so kind to Hindus and other non-Muslims. This article aims to cover Jahangir's reforms, efforts for peaceful coexistence and good interfaith interaction. Jahangir carried out a few reforms while continuing the policy of humanitarianism and inter-religious tolerance, among which Zanjeer-e-Adl (Chain of Justice) became quite famous. The purpose of creating and imposing Zanjeer-e-Adl was to provide speedy justice irrespective of religion. Jahangir allowed followers of all religions living in India's multi-religious society to have full religious freedom and to build places of worship. Emperor Jahangir appointed both Muslims and non-Muslims to major government positions. In view of inter-faith interaction, he married the daughter of Raja Man Singh's eldest son Raja Jagat Singh in 1609 A.D. As a result, Jahangir set such an example of peaceful coexistence, harmony and justice that he became the symbol of justice in India's multi-religious society.

keywords: Mughal, multi-religious society, Interfaith, Harmony, Zanjeer-e-Adl

مقدمہ: شہنشاہ نورالدین جہانگیر نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھالتے ہی کئی ایسے احکامات جاری کئے جس کے ذریعے معاشرے اور تہذیب وتمدن میں موجود پہلے سے رائج شدہ برائیوں کا خاتمہ کرنے کی سعی کی گئی۔ جہانگیر اپنے والد اکبر کی

طرح تفرقہ سے کوسوں دور اور بین المذاہب رواداری کو فروغ دینے کی پالیسی پر گامزن تھا یہی وجہ تھی کہ گزشتہ مغل ادوار کی طرح عہد جہانگیری میں بھی ہندوؤں کے ساتھ انسانی ہمدردی اور رواداری کی پالیسی اپنائی گئی۔ جہانگیر اپنے والد کی طرح ہندوؤں پر مہربان تھا، پوری سلطنت میں کسی مسلمان کو اجازت نہیں تھی کہ کسی ہندو کو زبردستی اسلام میں داخل کرائے۔ اس نے غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اسی اجازت اور مذھبی آزادی کی بدولت اس کے دوست بیر سنگھ بدیلہ نے متھرا کے مقام پر ایک بڑا مندر بھی تعمیر کروایا تھا۔ مغل شہنشاہ جہانگیر کے دور میں صرف بنارس میں ستر سے زائد نئے مندروں کی تعمیر ہوئی، ہندووں کو لشکروں کا سپہ سالار بنانا اور دیگر بڑے سرکاری مناصب پر فائز کرنا بھی جہانگیر کی مذہبی رواداری و حسن تعامل کی اعلی مثال ہے۔ جہانگیر نے پرامن و پر سکون معاشرے کے قیام کے لئے چند اصلاحات کو عملا نافذ کیا جن کا تفصیلی ذکر بھی اس تحقیقی مقالہ میں آئے گا ان اصلاحات میں بہت ہی اہم رعایا کو بلا تفریق مذہب فوری انصاف کی فراہمی کے لئے زنجیر عدل کا قیام بھی شہنشاہ جہانگیر کا نمایاں کارنامہ ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں عہد جہانگیری کے حوالے سے چند اہم سوالات کے تفصیلی جوابات دینے کی سعی کی گئی ہے کہ کیا شہنشاہ جہانگیر کثیر مذہبی سماج کی تشکیل میں اپنے والد اکبر کی پالیسیوں کو جاری رکھ سکا؟ جہانگیر کے کون کون سے اہم اقدامات بین المذاہب رواداری اور حسن تعامل کا پتہ دیتے ہیں؟ ہندوستان کے کثیر مذہبی سماج میں امن و آشتی کے فروغ کے لئے جہانگیر نے کیا اہم اصلاحات کیں؟

جہانگیر کے حالات زندگی پر ایک نظر

نورالدین جہانگیر نے ۱۵۶۹ء میں جنم لیا، اس کا پیدائشی نام سلیم ایک بزرگ شیخ سلیم چشتی رحمہ اللہ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے رکھا گیا۔ دراصل شہنشاہ اکبر کی اولاد جب بھی پیدا ہوتی تو زیادہ عرصہ زندہ نہ رہتی، چناچہ جلال الدین اکبر نے ایک بزرگ شیخ سلیم چشتی ا کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ چونکہ شیخ سلیم فتح پور سیکری میں رہائش پذیر تھے۔ اسی سبب سے اکبر نے سلیم (جہانگیر) کی پیدائش کے بعد اس جگہ کا نام فتح پور رکھ کر دارالسلطنت قرار دیا اور وہاں کئی شاندار عمارتیں بھی تعمیر کروائیں۔ ۲ تقریبا چار سال اور چار ماہ کی عمر سے شہزادہ سلیم کی ابتدائی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ فیضی اور مولانا میر کلاں ہروی جیسے نابغہ اساتذہ سلیم کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ مولانا علی احمد اور سید صدر جہاں سے بھی پڑھا۔ قطب الدین اتلکہ اور خانخاناں اتالیق مقرر ہوئے۔ شہزادہ سلیم ترکی زبان سے بھی واقف تھے۔ شہزادہ جہانگیر

۱۵۷۸ء میں منصب دہ ہزاری ذات سوار پر ممتاز ہوا اور اجمیر کا صوبہ دار مقرر کر دیا گیا۔۱۳ اکبر کے دونوں بیٹے مراد اور دانیال چونکہ عالم جوانی میں ہی وفات پا گئے تھے، اس لیے اکبر کی وصیت کے مطابق شہزادہ سلیم اکبر کے انتقال پر ایک ہفتہ سوگ کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو آگرا کے قلعہ میں تخت نشین ہوا اور اپنے لیے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا لقب اختیار کرتے ہوئے خطبہ میں اپنا نام لینے کا حکم دیا۔ اکبر کی اپنے بیٹے شہزادہ سلیم سے ناراضگی کے وقت ایک حلقے کا خیال تھا کہ شاید اکبر بیٹے (سلیم) کی بجائے اپنے پوتے خسرو کو جانشین مقرر کر دے۔ لیکن جب سلیم کی اکبر سے صلح ہو گئی اور بادشاہت و تخت نشینی کے معاملات صاف ہو گئے تو جلال الدین اکبر کی وفات کے وقت خسرو خوفزدہ ہو کر آگرہ سے بھاگ گیا۔ جہانگیر نے فوراً ایک لشکر شیخ فرید کی نگرانی میں تعاقب کے لیے روانہ کیا، خسرو پنجاب سے گرفتار ہو گیا اور عمر کے باقی پندرہ سال قید میں گزارے۔ اور بالآخر ۱۶۲۱ء میں وفات پا گئے۔ ۴

جہانگیر کی پہلی شادی ۱۵۸۵ء میں راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے قرار پائی۔ جبکہ دوسری شادی ۱۵۸۶ء میں راجہ اودے سنگھ ۵ کی بیٹی جودہ بائی سے انجام پائی۔ ان دو کے علاوہ راجہ کیشو داس لاہور اور راجہ رائے سنگھ راول بھیتم والی جیسلمیر کی بیٹیاں بھی جہانگیر کے عقد میں آئیں، جہانگیر کی آخری شادی نور جہاں بنت غیاث الدین المعروف اعتماد الدولہ سے ہوئی۔ نور جہاں کا اصل نام مہر النساء تھا پھر نور محل اور بعد میں نور جہاں کے خطاب سے نوازی گئی۔ نور جہاں اس وقت کی خواتین میں نمایاں مقام رکھتی تھی۔ شعری ذوق رکھتی تھی، ذہین اور سمجھ دار بھی تھی حتی کہ بالواسطہ حکومت کے اختیارات اسی کے پاس تھے۔ جہانگیر کی اولاد میں راجہ بھگوان داس کی بیٹی جسے جہانگیر نے شاہ بیگم کا خطاب دیا تھا سے جہانگیر کی ایک بیٹی سلطان النساء اور ایک بیٹا خسرو پیدا ہوا۔ دوسری بیوی جودہ بائی سے ۱۵۹۲ء میں شہزادہ خرم پیدا ہوا، باقی بیویوں سے پرویز، بہار بیگم، نثار بیگم، جہاندار اور شہریار پیدا ہوئے۔ ۶

جہانگیر کے کارہائے نمایاں:

جہانگیر کا بہترین کارنامہ زنجیر عدل کا لگوانا تھا جو کہ عدل جہانگیری کے نام سے مشہور ہے۔ جہانگیر فن مصوری کا بھی کافی شوقین تھا، یوں اس کے دور میں فن مصوری نے نمایاں ترقی کی۔ استاد ابو الحسن نادر الزمان، استاد منصور، بشن داس اور گوردھن اس زمانہ کے نمایاں مصور تھے۔ سیر و سیاحت کے لیے جہانگیر اکثر کشمیر جایا کرتا تھا۔ کشمیر میں اس نے کئی باغات اور عمارات بنوائیں، سری نگر میں موجود شالامار باغ اور نشاط باغ جہانگیر کا قابل قدر کارنامہ اور شہر کے قابل دید

مقامات میں سے ہیں۔ آگرہ کے قریب سکندرہ میں اکبر کا شاندار مقبرہ بھی جہانگیر کے دور کی نمایاں تعمیرات میں سے ہے۔لاہور سمیت آگرہ کے قلعے میں بھی اس نے کئی عمدہ عمارتیں تعمیر کروائیں۔ ظہیر الدین بابر کی طرح جہانگیر نے بھی اپنی خود نوشت یادداشت "تزک جہانگیری" لکھی جو ادب میں اعلی پائے کی خود نوشت ہونے کا درجہ رکھتی ہے ۷ میواڑ جس کے دارالحکومت چتوڑ پر اکبر نے حملہ کیا تھا اور فتح یاب ہوا تھا، وہاں کے راجہ پرتاپ سنگھ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے امر سنگھ نے مغلوں کے خلاف کاروائی جاری رکھی اور چھپ چھپ کر حملے کرتے رہتا۔ ۱۶۱۴ء میں شہزادہ خرم کو اس فتنے کا قلع قمع کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ شہزادہ خرم نے امر سنگھ کو پے در پے شکست سے دوچار کرتے ہوئے اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا اور بالآخر اس نے سرنڈر کرتے ہوئے مغل شہنشاہ کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے اپنے بیٹے کرن سنگھ کو شاہی دربار بھیجا۔ جہانگیر کرن سنگھ کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آیا، اور اسے پنج ہزاری منصب پر مامور کیا، دکن کے معرکوں میں وہ بھی ایک ہزار سوار کے ساتھ ماتحت سردار کے طور پر مغلوں کے شانہ بشانہ رہا۔ اس کے علاوہ جہانگیر نے امر سنگھ کو مطمئن رکھنے کے لئے اپنا پنجہ کا نشان بھی بھجوایا۔ اس فتح کا بہت بڑا جشن منایا گیا اور شہزاد خرم کو شاہ جہاں کے خطاب سے نوازا گیا، یہ پہلی بار تھا کہ میواڑ کے راجہ نے شکست تسلیم کر لی تھی اور باجگزاروں کی صف میں کھڑا ہو گیا تھا۔۸

کچھ عرصہ بعد ۱۶۲۰ء میں کانگڑہ پر مہم بھیجی گئی۔ اکبر کے دور میں یہاں کے راجہ کے خاتمے کے لیے فوج کا سپہ سالار حسین قلی خان کو اور اس مہم کا سربراہ بیربر کو مقرر کیا گیا۔ بیربر نسلا برہمن تھا اور جنگی شہرت حاصل کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ اس نے پہلے ہی حملے میں کانگڑہ کو فتح کر لیا۔ مندر میں بہت سی کالی گائیں تیروں کے حملے سے بچا کر جمع کر دی گئیں تھیں۔ حملہ آور مسلمان، ہندو لڑائی کے جوش میں مارے گئے تو ان مقدس ماتاؤں کا بھی خون بہا دیا گیا یہاں تک کہ خود بیربر گائوں کو ذبح کرنے میں پیش پیش تھا۔ وہاں کا راجہ شکشت کھا کر فرار ہو چکا تھا، مغل فوج خراج کے وعدے اور تاوان جنگلے کر واپس آگئی۔ اسی دوران راجانے اپنی قوت بحال کر لی اور جہانگیر کے زمانے میں خراج کی ادائیگی میں غفلت برتنے لگا۔ جہانگیر نے جب اس کے بارے میں شکایتیں سنیں تو ریاست کو ضبط کرنے کا حکم دیا۔ شہزاد خرم نے راجا بکرماجیت کو اس مہم کو سر کرنے کے لیے بھیجا۔ ۱۶۲۲ء میں راجا بکرماجیت نے کانگڑہ کا قلعہ دوبارہ فتح کر لیا اور جہانگیر نے وہاں جا کر قلعے میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔۹ ۱۶۲۷ء میں کشمیر کی سیر سے واپسی پر جہانگیر راستے میں بیمار پڑ گیا اور لاہور

پہنچنے سے قبل ہیاس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی میت لاہور پہنچا کر نور جہاں باغ میں تدفین کر دی گئی۔ جہانگیر کے بیٹے اور جانشین شاہ جہاں نے اپنے دور میں اس کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کرایا جو فن تعمیر کا شاہکاراور لاہور کی شاندار تاریخیادگاروں میں سے ایک ہے۔۱۰

عہد جہانگیری کی اصلاحات اور بین المذاہب حسن تعامل

جہانگیر نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھالتے ہی کئی ایسے احکامات جاری کیے جس کے ذریعے معاشرے اور تہذیب و تمدن میں موجود پہلے سے رائج شدہ برائیوں کا خاتمہ کرنے کی سعی کی گئی۔ اسی تناظر میں آر۔پی۔ ترپاٹھی لکھتے ہیں:

"سلیم ۲۴/ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو تخت نشین ہوا اور جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ اس کے ساتھ ہی نئے قوانین نافذ کئے گئے۔ کئی ملازمین اپنی ملازمتوں پر مستقل کیے گئے۔ نئے سکے جس پر نام بھی کندہ تھے جاری کیے گئے۔ شراب کی کشیدہ کاری اور شراب نوشی دونوں پر پابندی لگا دی گئی۔ بحری ٹیکس معاف کر دیے گئے۔ مجرموں کے لیے ناک اور کان کاٹنے کی سزائیں ختم کر دی گئیں"۔۱۱اس کے علاوہ "سرکاری سطح پر احکامات جاری کیے گئے کہ سرکاری زمینوں کے عہدیدار اور جاگیردار اپنے علاقے میں بغیر اجازت کے اپنی عوام کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کی جائیداد پر قابض ہونگے۔ تاجروں کی اجازت کے بغیر ان کے سامان تجارت کی گانٹھوں کو نہیں کھولا جائیگا۔ لاوارث لوگوں کی جائیداد کا حساب کتاب رکھنے کا حکم جاری کیا تاکہ ان سے مساجد، سرایوں، پلوں، تالابوں اور کنوؤں کی تعمیر کروائی جائے۔ جاگیرداروں اور ملازمین کو حکم دیا گیا کہ سرائیں تعمیر کی جائیں تاکہ چوروں اور ڈاکوؤں کی راہزنی سے بچا جا سکے۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے تعمیر کروانے کا حکم دیا اور اخراجات حکومت نے برداشت کیے۔ نہیں معلوم کہ ان قوانین پر کس قدر عمل ہوا لیکن واضح ہے کہ یہ اقدامات رعایا کے بہترین مفاد میں اٹھائے گئے تھے۔ ان اقدامات سے اسلام یا مسلمانوں کی طرف داری یا حمیت مقصود نہ تھی بلکہ یہ قوانین زیادہ تر اس لیے نافذ کیے گئے کہ بلا تفریق مذہب رعایا کا اعتماد بحال کیا جائے۔۱۲

ان اقدامات سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جہانگیر نے ہندوستان کی کثیر مذہبی سماج اور اس سے جڑے تہذیب و تمدن کی اصلاح اور اچھے کاموں کی ترویج کے لیے اپنی طرف سے بھرپور اور عمدہ کوششیں کیں۔

زنجیر عدل

عدل و انصاف کسی بھی خوش حال معاشرہ کا ضامن ہوتا ہے۔ جہانگیر نے اپنے دربار عدل و انصاف کے قیام میں زنجیر عدل لگوائی ہوئی تھی، جس کا وزن ہندوستانی چار من تھا، یہ زنجیر خالص سونے کی بنی تھی، اس کی لمبائی تیس گز جبکہ اس میں آٹھ گھنٹے بھی لٹکے ہوئے تھے۔ اس کا ایک سرا قلعہ کے شاہ برج کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ اور دوسرا سرا دریا کے کنارے پر نصب کیا گیا تھا۔ اس زنجیر کو نصب کرنے کا مقصد فوری انصاف کی فراہمی تھا تا کہ مظلوم اور ستم رسیدہ عوام کسی بھی ایسے شخص کی تلاش میں اپنا وقت ضائع نہ کریں جو ان کے معاملہ میں بادشاہ سے انصاف دلوانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ بلکہ خود ہی بادشاہ سے اپنے معاملہ میں انصاف طلب کر سکیں اور مظلوم اور نادار رعایا کو انصاف دلایا جا سکے۔ ۱۳

تخت نشینی کے بعد جہانگیر نے جن اہم اصلاحات کی طرف توجہ دی اور احکامات کا نفاذ کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

زکوۃ، تمغہ اور میر بجری دسائر تکالیف جو جاگیرداروں نے اپنے نفع کے لیے ہر صوبہ و سرکار میں وضع کیے تھے ان کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ شاہراہوں، دریاوں، شہروں، قصبوں، دیہاتوں اور بندرگاہوں پر لگے محصول اور چنگی نہ لینے کا حکم بھی صادر کیا۔ کم آبادی والے علاقوں کے جن راستوں پر چوری اور ڈکیتی کا خدشہ زیادہ تھا وہاں مسجد، سرائے اور کنویں کھدوائے تاکہ آبادی میں اضافہ ہو۔ ایک جماعت وہاں آباد ہو جو ان سب کا خیال رکھے۔ یہ حکم بھی دیا کہ سوداگروں کے مال کو ان کی مرضی کے بغیر نہ کھولا جائے۔

پوری سلطنت میں کسی بھی ہندو یا مسلمان کی وفات کی صورت میں اس کا مال متعلقہ ورثاء کو دیا جائے۔ سلطنت اس میں دخل انداز نہ ہو۔ کسی بھی لاوارث شخص کے مال کو مساجد، سرائے، کنویں و تالاب اور شکستہ راہوں کی تعمیر و مرمت کی مد میں خرچ کیا جائے، سرکار اس سے اپنا ذاتی کوئی کام نہ لے۔

ایام شباب میں شراب کے دلدادہ جہانگیر (جو بعد میں شراب سے تائب ہو گیا تھا) نے حکم جاری کیا کہ سلطنت میں کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا مسکت بنائے اور اس کو فروخت کرے۔ ۱۴

سرکاری ملازمین کو یہ اجازت نہیں کہ وہ رعایا میں سے کسی فرد کے گھر کو اپنے ذاتی استعمال میں لائیں۔

بطور سزا کسی مجرم کے ناک اور کان نہ کاٹے جائیں اس سے قسم لے کر اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ آئندہ یہ جرم نہیں کرے گا۔ سرکاری عاملوں میں سے کسی کو یہ اجازت نہیں کہ جہاں وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہوں اس علاقہ کے افراد کی زمینیں ان سے لے کر اپنے مصرف میں لائیں۔

شہروں میں ہسپتال بنائے جائیں جن میں طبیب مریضوں کا مفت علاج کیا کریں اور مریضوں کو دوا اور غذا سرکاری خزانہ سے دی جائے۔ ان ہسپتالوں کے اخراجات سرکاری خزانہ سے وصول کیے جائیں۔

جہانگیر نے ایک حکم نامے کے ذریعے جلال الدین اکبر کے دور میں سلطنت کی خدمت کرنے والے سرکاری عہدہ داروں کو ان کے عہدوں پر نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان کی خدمت کے پیش نظر ان کے عہدوں اور مراعات میں اضافہ بھی کیا تاکہ وہ سلطنت کے ساتھ وفادار اور اس کے خدمت گار رہیں۔

جیل خانوں اور قلعوں میں موجود قیدی جو کہ ایک بڑی مدت سے قید ہیں ان کو رہا کیا جائے۔

جہانگیر نے ہر وہ ٹیکس جو رعایا کے لیے اذیت و تکلیف کا باعث بن رہا تھا اس کا بھی خاتمہ کیا تاکہ سلطنت میں خوشحالی آئے اور رعایا سکون سے اپنی زندگی بسر کر سکے۔ جہانگیر نے یہ احکامات جاری کر کے اپنی سلطنت کو محفوظ کر لیا۔۱۵

کثیر مذہبی سماج میں نور الدین محمد جہانگیر کی یہ عوامی و فلاحی اصلاحی اقدامات اس کی وسعت ظرفی، انسان دوستی، مساوات اور مذہبی رواداری کی عکاس ہیں۔

رواداری و حسن تعامل

گزشتہ مغل ادوار کی طرح عہد جہانگیری میں بھی ہندوؤں کے ساتھ انسانی ہمدردی اور رواداری کی پالیسی اپنائی گئی۔ جہانگیر اپنے والد کی طرح ہندوؤں پر مہربان تھا، پوری سلطنت میں کسی مسلمان کو اجازت نہیں تھی کہ کسی ہندو کو زبردستی اسلام میں داخل کرائے۔ اس نے غیر مسلموں کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۱۶ اسی اجازت اور مذہبی آزادی کی بدولت اس کے دوست بیر سنگھ بدیلہ نے متھرا کے مقام پر ایک بڑا مندر تعمیر کروایا۔ مغل بادشاہ جہانگیر کے دور میں صرف بنارس میں ستر سے زائد نئے مندروں کی تعمیر ہوئی مگر جب اس کی ہندوؤں سے لڑائی شروع ہوئی تو ان جنگی حالات کے پیش نظر اپنی پالیسی تبدیل کرتے ہوئے میواڑ کی لڑائی میں مغلیہ فوج نے کئی مندر تاراج کر دیے۔۱۷

غالب امکان یہی ہے کہ یہ مندر مذہبی رسومات کی ادائیگی کی بجائے فوجی مقاصد کے لئے استعمال کئے جانے لگے اس لیے مغلیہ فوج کو مجبوراان مندروں کوڈھاناپڑا۔ہندو مسلم ایک دوسرے کی مذہبی روایات سے بھی حد درجہ متاثر ہوئے۔ ان کے اثرات تنے دونوں کے مطمع نظر پر شعوری اور لاشعوری دونوں اعتبار سے کافی گہرے نقوش چھوڑے۔ ان فکری اثرات کے مظاہر حضرت امیر خسرو، چراغ دہلوی، فیضی، اکبر اور جہانگیر غرضیکہ مسلمانوں کے عمومی طبقات میں سرایت کر گئے تھے۔ دوسریجانب ہندوؤں میں تو اس کا اظہار تقریباہر تحریک میں نظر آتا ہے مثال کے طور پر برہمن کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

جمعیت حواس طلب کن نہ سنج فقر
ما در میان تفرقہ بسیار ماندہ ایم

درج بالا شعر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بنیادی تصورات زندگی کے اس امتزاج کی بدولت کیونکر بدل رہے تھے۔ ہندو معتقدات کے مطابق ایک انسان کو برہمچاری، گرہست اور واناپرستھ کی منازل کے بعد سنیاس یعنی عزلت گزینی اختیار کرنی چاہیے، لیکن برجمن اس پر یوں تنقید کر تادکھائی دیتا ہے کہ ۱۸

جیسا کہ حالات زندگی میں بیان کیا جاچکا ہے کہ "جہانگیر کی کئی بیویاں پہلے غیر مسلم تھیں جیسا کہ بھگوان داس کی بیٹی اور راجا اودے سنگھ کی بیٹی جن سے جہانگیر نے شادی کی، جس سے سلطنت کا وارث شہزادہ خرم پیدا ہوا۔ بھگوان داس کی بیٹی شاہ بیگم نے جب خودکشی کی تو جہانگیر کے ہوش اڑ گئے۔ اپنی خود نوشت تزک جہانگیری میں جہانگیر لکھتا ہے کہ راجامان سنگھ کے چچا بھگوان داس کے پوتوں سے ایک حیران کن غلطی ہوئی وہ یہ کہ ابھیرام، بجے رام، شیام رام جو ہمیشہ سرکش رہے تھے اور باوجود اس کے کہ ابھی رام سے کئی غلطیاں سرزد ہوئیں تھیں، جنہیں میں نے معاف بھی کر دیا تھا، اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ میری اجازت کے بغیر اپنے اہل وعیال کو وطن بھیج رہے ہیں اور خود سلطنت مغلیہ کے باغی راناکے پاس جانے کا سوچ رہے ہیں۔ میں نے یہ سن کر رام داس و دیگر امراء کو بلاکر کہا کہ اگر کوئی انکی ضمانت دے تو میں ان کی خطاؤں کو معاف کرکے ان کی جاگیریں اور منصب واپس کر دوں مگر ان کا کوئی بھی ضامن بننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس لئے میں نے امیر الامراء سے کہا کہ جب تک یہ اپنا ضامن پیش نہ کریں انہیں کسی درباری کے حوالے کر دیا جائے۔ امیر الامراء نے انہیں ابراہیم خان کے حوالے کر دیا۔ اس نے ان بھائیوں سے ہتھیار رکھوانا چاہے تو انہوں نے

فساد برپا کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے شیخ فرید کو مدد کے لیے بھیجا اور کہلوا بھیجا کہ انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے لیکن انہوں نے وہیں پر ابراہیم خان پر حملہ کر دیا اور حملہ روکنے کی کوشش میں ایک ملازم قطب مارا گیا۔ اسی دوران امیر الامراء کے آدمیوں نے مل کر ان بھائیوں کا خاتمہ کر دیا۔۱۹" جہانگیر نے ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "راجہ بکرماجیت کے بیٹے کلیان کے متعلق میں بہت سی برائیاں سن چکا تھا ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے بولی نام کی ایک مسلمان عورت کو گھر میں ڈال رکھا تھا اور بدنامی کے خوف سے اس کے والدین کو قتل کر کے وہیں دفن کیا ہوا تھا۔ میں نے اسے قید کر کے اس واقعہ کی تحقیق کی جب مجھے اس بات کا ثبوت مل گیا تو اس کی زبان کٹوا کر حکم دیا کہ وہ ہمیشہ بھنگیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرے"۔۲۰ جہانگیر کے ذکر کردہ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ نورالدین جہانگیر بذات خود انتہائی روادار اور نرم مزاج تھا لیکن بعض معروضی حالات کے پیش نظر اس کو مجبوراً کچھ سخت قسم کے اقدامات اٹھانے پڑے۔

غیر مسلموں کے سرکاری مناصب اور عہدے

نور الدین جہانگیر نے اپنی حکومت کے دوران غیر مسلموں کو برابر سرکاری عہدے اور خطابات دیئے۔ ۱۶۰۹ء میں راجا مان سنگھ کے بڑے بیٹے راجہ جگت سنگھ کی بیٹی سے جہانگیر کی شادی ہوئی۔ اسی سال اس نے راجا مان سنگھ کو دکن کی مہم پر ایک مشہور ہاتھی ہشیار مستدے کر بھیجا، جبکہ کشن سنگھ کو جو مہابت خان کے ساتھ رانا کی مہم پر گیا ہوا تھا، بہترین خدمات کی انجام دہی پر جہانگیر نے دو ہزاری ذات اور ایک ہزار سوار کے منصب سے سرفراز کیا۔ ۱۶۰۹ء میں ہی خانخاناں اور راجا سورج سنگھ کو ترقیدے کر دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ ۱۶۱۵ء میں راجہ مان سنگھ کی وفات کے بعد جہانگیر نے اس کے بیٹے بھاؤ سنگھ کو والد کا جانشین مقرر کیا اس کے بیٹے کی یہ عزت افزائی اس وجہ سے تھی کہ راجہ مان سنگھ اکبر کے اعلی امراء میں سے تھا۔ کچھ عرصے بعد راجہ بھاؤ سنگھ کو بادشاہ کی طرف سے مرزا راجہ کا خطاب عنایت کرتے ہوئے چار ہزاری ذات اور سہ ہزار کے منصب پر سرفراز کیا گیا اور اس کے آباءواجداد کا وطن انبیر کا علاقہ بھی اسے دے دیا گیا۔ جہانگیر نے جگت سنگھ کے باپ اور راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے مہا سنگھ کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس کی تسلی کی خاطر اس کے منصب میں پنج صدی کا اضافہ کر کے کراہ کا علاقہ بطور جاگیر عطا کیا۔ اس کے علاوہ مرصع، خنجر، گھوڑا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ۱۶۱۶ء میں جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد دسواں جشن نوروز منایا گیا۔ جشن کے پہلے ہی روز اعتماد الدولہ کے منصب میں ایک ہزار ذات اور سواروں کا اضافہ کیا۔ کنور کرن سنگھ، قلی خان اور راجہ نرسنگھ دیو کو خاص گھوڑے عنایت کیے۔۲۱

جشن کے تیسرے روز راجہ نرسنگھ دیو نے اپنا پیشکش نظر سے گزارا۔ اس پیشکش کی تمام اشیاء میں سے ایک لعل، کچھ موتی اور ایک ہاتھی جہانگیر نے پسند کئے۔ چوتھے روز جہانگیر نے راجہ نرسنگھ دیو کے منصب میں اضافہ کرتے ہوئے اسے وطن جانے کی اجازت اس شرط پر دی کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق دربار میں حاضر ہو جائے گا۔ اس کے بعد نگر کوٹ کے راجہ زادہ کشن چند کو راجہ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ ۲۴ ماہ تیر کو کنور کرن سنگھ کے بیٹے جگت سنگھ نے جس کی عمر اس وقت بارہ سال تھی اجمیر پہنچ کر آستان بوسی کیا اور اپنے دادا امر سنگھ کی عرضداشت پیش کی۔ جہانگیر نے اسے خلعت فاخرہ عنایت کی۔ راجہ مان سنگھ کے پوتے مہا سنگھ کو راجہ کا خطاب دیتے ہوئے ایک نقارہ اور جھنڈا عنایت کیا گیا۔ ۲۲

جہانگیر کے دور میں ہندو جرنیل مسلسل خدمات سرانجام دیتے رہے اور مغلیہ سلطنت کی حدود میں اضافہ کرتے رہے، جیسے اوداجی رام نے دکن کی مہمات میں بھرپور حصہ لیا۔ ۲۳ جہانگیر نے ہندو فضلاء کی قدر دانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جہانگیر اپنے دور کے نہایت مشہور بیدانت جد روپ گوشائیں کی جھونپڑی تک پیدل جایا کرتا اور گھنٹوں اس کے پاس بیٹھا رہتا، راہ چلتے کسی سنیاسی کا نام سنتا تو اس سے ملنے بھی پہنچ جاتا۔ ۲۴

ہندوستانی مسلمان نامی کتاب میں پنڈت جواہر لال نہرو کی رائے کو ان الفاظ میں جگہ دی گئی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی اور ان مختلف قوموں کی آمد نے جو اپنے ساتھ نئے خیالات اور زندگی کے مختلف طرز لے کر آئیں یہاں کے عقائد اور یہاں کی ہیئت اجتماعی کو متاثر کیا، بیرونی فتح خواہ کچھ بھی برائیاں لے کر آئے اسکا ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ یہ عوام کے ذہنی افق پر وسعت پیدا کر دیتی ہے۔ اور انہیں مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنے حصار سے باہر نکلیں، وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ دنیا اس سے کہیں زیادہ بڑی اور بوقلموں ہے جیسی کہ وہ سمجھ رہے۔ بالکل اسی طرح افغان فتح نے ہندوستان پر اثر ڈالا اور بہت سی تبدیلیاں وجود میں آگئی۔ اس سے بھی زیادہ تبدیلیاں اس وقت ظاہر ہوئی جب مغل ہندوستان میں آئے کیونکہ یہ افغانوں سے زیادہ شائستہ اور ترقی یافتہ تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ اس نفاست کو رائج کیا جو ایران کا حصہ تھی۔ ۲۵

اسی دور میں مدد معاشیات ارضیات کا ادارہ دیہاتی ہندوستان کی سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی زندگی پر بڑے اہم اثرات کا حامل ہوا۔ مسلمانوں اور خصوصاً شیوخ و سادات کو معافی اراضیات عطا کرنے کا ایک مقصد یہ تھا کہ مقامی اثر کے چھوٹے چھوٹے علاقے پیدا کیے جائیں جن پر ضرورت کے وقت اعتماد کیا جا سکے اور جو ملک کی مناسب خدمت سرانجام دیتے

رہیں۔ معافیاراضیات کا عطیہ پانے والے مسلمان دور دراز دیہات میں جا کر آباد ہو گئے اور اپنی قابلیت سے وہاں کی مقامی ہندو آبادی کا اعتماد حاصل کر لیا۔ ایک طرف صاحبان مدد معاش مقامی ہندو آبادی کو حکام کی زیادتی اور زبردستی سے بچائے رکھتے تھے تو دوسری طرف وہ حکومت کو اپنے علاقوں میں پیدا شدہ سیاسی اور انتظامی صورتحال سے متعلق صحیح اطلاعات فراہم کرتے تھے۔ عام طور پر مدد معاش پانے والے ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنی تھے۔ اٹھارویں صدی کے نصف اول میں مدد معاش رکھنے والے اپنی زمین کے انتقال کا پورا حق رکھتے تھے اور بالکل ویسے ہی ہبہ کر سکتے یا بیچ بھی سکتے تھے جیسے زمینداروں کو اجازت تھی۔ مدد معاش آراضیات کے حقوق رفتہ رفتہ موروثی ہو گئے البتہ ان کی تجدید و توثیق کرائی جاتی تھی۔ اجتماعی اعتبار سے اس ادارے کے باعث دیہاتی آبادی میں مذہبی رواداری کا احساس پیدا ہوا۔ مسلمان ملک کے اندرونی علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے اور ہندو آبادی سے براہ راست ربط وضبط پیدا کر لیا۔ ان مسلمانوں نے اپنے مذہبیعقائد کو تو محفوظ رکھا۔ البتہ وہاں کی مقامی رسومات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے مثال کے طور پر وہ مقامی جشن اور میلوں میں حصہ لینے لگے، یہ اس لیے نہیں کہ کسی جشن کی فکری بنیادیں ان کے لیے قابل قبول بن گئیں بلکہ صرف اجتماعی تعاون ہم آہنگی و حسن تعامل کی خاطر ایسا کرتے تھے تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ ہندو ہمسائیوں سے ان کا ساتھ ہمیشہ کے لیے ہے اور دیہاتی زندگی کے مسائل اور دکھ درد میں وہ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح دیہات کے سیدھے سادھے اور تربیت سے محروم ہندوؤں کو مسلمانوں کی تہذیب اور مذہبی ارکان اور رسومات کے براہ راست مشاہدہ کا موقع ملا۔ انہوں نے یہ سمجھنے کی کوشش کی کہ ایک مسلمان اپنی روزمرہ زندگی میں کس طرح عبادت کرتا ہے اور اس کے دیگر معمولات کیا ہیں۔ رفتہ رفتہ ہندوؤں نے یہ محسوس کیا کہ مسلمان ایسے کثیف نہیں ہیں جیسا کہ پرانے تعصبات کے اثر سے وہ ان کو سمجھتے آئے تھے۔ ہندوؤں کے اجداد مسلمانوں کو ترک اور ملیچھ کی اصطلاحات سے یاد کرتے تھے۔ اس رائے میں بھی وقت کے ساتھ تبدیلی آئی اور یہ تعصب دور ہوا۔ چنانچہ دیہات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی رواداری کا ایک محکم رویہ پیدا ہوا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ موضع یا دیہات کی مربوط مگر محدود زندگی میں ان کی ضروریات اور ان کے مسائل یکساں ہیں۔ دیہاتی ہندوستان میں مذہبی رواداری کی جو علامات نظر آتی ہیں وہ درحقیقت مدد معاش ادارے کا ترکہ ہیں۔۲۶

جس طرح اکبر بادشاہ نے ہندوؤں کو نئے مندر تعمیر کرنے کی عام اجازت دے رکھی تھی اسی طرح جہانگیر نے بھی ان کی تعمیر کی اجازت بدستور برقرار رکھی۔ چنانچہ ویر سنگھ نے متھرا اور بندیلا میں نئے مندر بنوائے۔ لیکن جب جہانگیر کسی ہندو ریاست سے برسرپیکار ہوتا تو مندر تباہ کر دیا کرتا تھا۔۲۷ مذہبی رواداری کے مثبت رجحان نے مغلیہ دور میں قابل ذکر ترقی کی۔ میری کہتا ہے کہ یہاں ہر فرد کو اپنے مذہب کی پیروی کی مکمل آزادی ہے۔۲۸ پیٹر وڈیلا ویلے کے مطابق دور جہانگیری میں ہندو اور مسلمان نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ رہتے تھے اور دونوں کو فوجی اور سول ملازمتوں میں برابری کی بنیاد پر مواقع حاصل تھے۔۲۹ راجندر پرشاد کے بقول مسلمان فاتحین کا انداز بہ حیثیت مجموعی روادارانہ تھا اور باوجود متعصبانہ جذبہ کے جس کا کچھ لوگ کبھی کبھی مظاہرہ کر جاتے تھے۔ یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بالکل ابتدائی دور حکومت سے ہندوؤں کے ساتھ برابر، منصفانہ سلوک کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔۳۰

خلاصہ کلام

اس تمام تر بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور الدین جہانگیر نے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، ان کے دور حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھا گیا۔ غیر مسلموں سے رشتہ داریاں قائم ہوئیں۔ جہانگیر نے اکبر کی آزاد مذہبی پالیسی کو جاری رکھتے ہوئے مندروں کی تعمیر کی اجازت بدستور برقرار رکھی۔ چنانچہ ویر سنگھ نے متھرا اور بندیلا میں نئے مندر بنوائے۔ اسی طرح دور جہانگیری میں مسلم و غیر مسلم پرامن بقائے باہمی کے تحت اطمینان کے ساتھ رہتے تھے، دونوں کو فوجی اور سول ملازمتوں میں برابر کے مواقع حاصل تھے۔ مذہبی رواداری کے مثبت رجحان نے گزشتہ مغلیہ ادوار کی طرح جہانگیر کے دور میں بھی قابل ذکر ترقی کی اور غیر مسلموں کو اہلیت کی بنیاد پر بلا امتیاز سرکاری عہدے اور خطابات دئے گئے۔ نور الدین محمد جہانگیر نے اپنے عہد حکومت میں تہذیب و تمدن کی ترقی کے لیے بھی بہت سارے اقدامات اٹھائے اور اس اس سلسلے میں غیر مسلم اہل فن سے بھی مدد لی۔

حوالہ جات

ا آپ بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۴۹۲ میں پیدا ہوئے ایک عرصہ تک اسلامی ممالک میں حجاز، روم، بغداد، شام و نجف میں سرگرم سیاحت رہے پھر سیکری میں آکر رہائش پذیر ہوئے۔ (دیکھیں: بدایونی، منتخب التواریخ، مترجم، محمود احمد فاروقی، شیخ عن ام علی اینڈ سنز، لاہور، س۔ن، ج ۲، ص ۱۱)

۲ نظام الدین احمد، خواجہ، طبقات اکبری، مترجم، محمد ایوب قادری، اردو سائنس بورڈ اپر مال، لاہور، ۲۰۰۸، ج ۲، ص ۲۵۲

۳ بنی پرشاد، ڈاکٹر، تاریخ جہانگیر، مترجم، رحم علی الہاشمی، یو پبلشرز اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۴

۴ فرید آبادی، ہاشمی، سید محمد بن قاسم سے اورنگزیب عالمگیر تک، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ ایور، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۵۰۷

۵ راجہ اودے لکھے راجہ مالدیہ کا بیٹا تھا جو شان و شوکت میں تمام ابہاؤں میں نمایاں جاری ہے رکھتا تھا۔

جہانگیر، خاک جہانگیری، مترجم، مولوی احمد علی رام پوری، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۲۰

۶ جہانگیر، تزک جہانگیری، مترجم، مولوی احمد علی رائے پوری، ص ۲۰

۷ زین العابدین سجاد میرٹھی، مفتی، مفتی احکام اللہ شہابی کہر آبادی ملتی جار والمصد ابود، ازار و اسلامیات انار کلی، لاہور، ۱۹۹۱ء، ج ۳، ص ۳۹۳

۸- جہانگیر، تزک جہانگیری، مترجم، مولوی احمد علی رائے پوری، ص ۱۵۸-۱۵۹

۹- جہانگیر، تزک جہانگیری، مترجم، مولوی احمد علی رائے پوری، ۱۵۸-۱۵۹۔

۱۰ ثروت صولت، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۴ء، ج ۲، ص ۲۸۵

۱۱ آر۔ پی۔ ترپاٹھی، مغلیہ سلطنت کا عروج وزوال، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دلی ۲۰۱۶- ص ۴۰۴

۱۲ آر۔ پی۔ ترپاٹھی، مغلیہ سلطنت کا عروج وزوال، ص ۴۰۶، ۴۰۵۔

۱۳ مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی تاریخ ہندوستان، امور سنگ میل پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء ج ۳، ص ۲۶

۱۴ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص ۴۲

۱۵ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص ۴۳

۱۶ بانو محبوب، جہانگیر کی مذہبی پالیسی، ص ۹۰

17 S.R.Sharma، The Religious policy of the Mughal Emperors, Sheikh Mubarak Ali and sons, Lahore، 1975, p.73

۱۸ مبارک علی، ڈاکٹر، تاریخ اور مورخ (ڈاکٹر کے ایم اشرف کی تحریریں) فکشن ہاؤس مزرنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۹۴

۱۹ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص۵۳

۲۰ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص۹۵

۲۱ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص۹۷

۲۲ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص۹۸

۲۳ عزیز احمد، پروفیسر، بر صغیر میں اسلامی کلچر، مترجم، ڈاکٹر جمیل جالبی، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۱۵۴

۲۴ جہانگیر، تزک جہانگیری، ص۹۹

۲۵ ندوی ایرانی ۱۲۰۰ہندوستانی مسلمان، لکھنور مجلس تحقیقات ونشریات اسلام آباد، ۱۹۹۲، ۲۹

۲۶ نعمان احمد صدیقی، منظموں کا نظام مالگزاری اور کبیر اولی کو اور ملتان روڈ، ۱۹۰۶ء، ص۲۱۴

۲۷ عزیز احمد، پروفیسر، بر صغیر میں اسلامی کلچر بحوالہ لاہوری، ص۴۵۲، شر ما۱۲۷

۲۸ عزیز احمد، پروفیسر، بر صغیر میں اسلامی کلچر بحوالہ ٹیریفچ کی کتاب Early Travels in India مرتبہ ای گرے)، ص۱۳۰

۲۹ عزیز احمد، پروفیسر، بر صغیر میں اسلامی کلچر، ص۱۳۰

۳۰عزیز احمد، پروفیسر، بر صغیر میں اسلامی کلچر، (بحوالہ راجندر پرشاد، ص۸۶) ص۱۳۱